بسم اللہ الرحمن الرحیم

فلٹر والے پانی سے وضو وغسل کرنے کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ فلٹر کیے ہوئے پانی سے وضو وغسل کرنا کیسا ہے؟

جواب

فلٹر شدہ پانی سے وضو وغسل کرنا بالکل جائز اور درست ہے؛کیونکہ شریعتِ مطہرہ میں وضو اور غسل کے لیے "ماءِ مطلق" (وہ پانی جو اپنی اصلی فطرت پر باقی ہو) کا ہونا ضروری ہوتا ہے، اور چونکہ فلٹر کرنے کے عمل میں پانی سے مٹی، ریت، کثافتیں اور جراثیم دور کیے جاتے ہیں، اس عمل سے پانی اپنی حقیقت، رقت (پتلا پن) اور سیلان (بہنے کی صلاحیت) پر ہی باقی رہتا ہے اور اسے "پانی" ہی کہا جاتا ہے، لہٰذا اس سے وضو وغسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

خزانۃ الفقہ للسمرقندی (۳۷۳ھ) میں ہے: "اعلم بان جواز الوضوء اختص بماء مطلق وهو ما قال الله تعالى تبارك في كتابه وانزلنا من السماء ماء طهورا۔۔۔اما الماء المطلق فهو ماء البحار وماء الانهار والاودية والابار والعيون وما هو على صفة المنزل من السماء" ترجمہ: جان لو کہ وضو کا جواز مطلق پانی کے ساتھ خاص ہے، اور مطلق پانی وہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی نازل کیا۔ اور مطلق پانی سے مراد سمندروں کا پانی، دریاؤں کا پانی، وادیوں کا پانی، کنوؤں کا پانی، چشموں کا پانی اور وہ پانی ہے جو اپنی صفت میں اس پانی کے مشابہ ہو جو آسمان سے نازل ہوا ہے۔

(خزانۃ الفقہ، کتاب الطہارات والوضوء، صفحہ 29، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

مائے مطلق کی تعریف کے متعلق سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں: "مائے مطلق کی تعریف یہ ہے کہ وہ پانی کہ اپنی رقتِ طبعی پر باقی ہے اور اس کے ساتھ کوئی ایسی شے مخلوط وممتزج نہیں، جو اُس سے مقدار میں زائد یا مساوی ہے نہ ایسی جو اُس کے ساتھ مل کر مجموع ایک دوسری شے کسی جُدا مقصد کے لیے کہلائے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد 2، صفحہ 679، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

ہدایہ شریف میں ہے: "تجوز الطهارة بماء خالطه شيء طاهر فغير أحد أوصافه كماء المد والماء الذي اختلط به اللبن أو الزعفران أو الصابون أو الاشنان" ترجمہ: اُس پانی سے طہارت حاصل کرنا، جائز ہے جس میں کوئی پاک چیز مل کر اُس کے اوصاف (رنگ، بُو یا ذائقہ) میں سے کسی کو تبدیل کر دے، جیسے سیلاب کا پانی اور وہ پانی جس میں دودھ، زعفران، صابون یا اُشنان ملی ہو۔

(الھدایہ، کتاب الطھارۃ، جلد 1، صفحہ 21، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

مذکورہ عبارت کے الفاظ "فغیر أحد أوصافه" کے تحت علامہ بدرالدین عینی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 855ھ/1451ء) لکھتے ہیں: "فی المجتبی لا یقبل التغیر به حتی لو غیر الأوصاف الثلاثة بالأشنان أو الصابون أو الزعفران أو الأوراق أو اللبن ولم یسلب اسم الماء عنه ولا معناه فإنه یجوز التوضؤ به" ترجمہ: "المجتبی" میں ہے کہ اس سے (محض) اوصاف کے تبدیل ہوجانے کو قبول نہیں کیا جائے گا، یہاں تک کہ اگر اُشنان، صابون، زعفران، پتے یا دودھ کے ذریعے تینوں اوصاف تبدیل ہوجائیں، اور پانی کا نام ومفہوم باقی رہے، تو اس سے وضو جائز ہے۔ (البنایۃ شرح الھدایۃ، جلد1، صفحہ 361، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: "صابون، اُشنان کہ ایک گھاس ہے اُسے حُرض بھی کہتے ہیں، ریحان جسے آس بھی کہتے ہیں، بابونہ، خطمی (اور) بیری کے پتے کہ یہ چیزیں میل کاٹنے **اور زیادتِ نظافت کو آب غسل میں شامل کی جاتی ہیں، اِس سے غسل ووضو جائز ہے، اگرچہ اوصاف میں تغیر آجائے جب تک رقت باقی رہے۔**" (فتاویٰ رضویہ، جلد02، صفحہ 566، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاھور)

صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں: "جس پانی میں کوئی چیز مل گئی کہ بول چال میں اسے پانی نہ کہیں، بلکہ اس کا کوئی اَور نام ہوگیا، جیسے شربت، یا پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال کر پکائیں جس سے مقصود میل کاٹنا نہ ہو، جیسے شوربا، چائے، گلاب اور عرق، اس سے وُضو و غُسل جائز نہیں۔ اگر ایسی چیز ملائیں یا ملا کر پکائیں جس سے مقصود میل کاٹنا ہو، جیسے صابون یا بیری کے پتے، تو وُضو جائز ہے، جب تک اس کی رقت زائل نہ کردے اور اگر ستّو کی مثل گاڑھا ہوگیا، تو وُضو جائز نہیں۔" (بہارِ شریعت، جلد1، حصہ2، صفحہ 329، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا محمد شفیق عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-5352

تاریخ اجراء: 01 ربیع الاول 1448ھ/15 اگست 2026ء